درس قرآن مجید

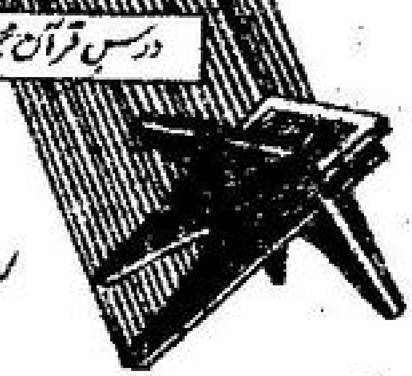

سورۃ نساء کی پہلی آیت کی تفسیر

از افادات حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہٗ ۔ کیمل پور
خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

انجمن خدام الدین نوشہرہ صدر عرصہ سے تبلیغی خدمات میں مصروف ہے۔ اس کے جواں سال اور باہمت ناظم مولانا احمد عبدالرحمٰن الصدیقی فاضل حقانیہ ہر رات بعد از نماز عشاء مسجد تکیہ صدر بازار نوشہرہ میں درس قرآن بھی دے رہے ہیں۔ سورۃ نساء کے افتتاح کے لئے حضرت قاضی صاحب موصوف کو انہوں نے دعوت دی۔ گو کثرت مشاغل کی وجہ سے خود تو تشریف نہ لا سکے مگر سورۃ کی پہلی آیت پر مندرجہ ذیل تشریحی تحریر ارسال فرمائی جسے مولانا موصوف نے ۸ر اکتوبر ۱۹۶۵ء (مطابق ۱۱ر جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ) بروز جمعۃ المبارک حلقۂ درس میں پڑھ کر سنایا۔۔۔ (ادارہ)

آج آپ کے درس قرآن مجید با تفسیر و ترجمہ کی سورۃ نساء شروع ہے۔ جس کی ابتدائی آیت یہ ہے: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساء۔ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا

یہ سورۃ مدنیہ ہے۔ یعنی ہجرت سے بعد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں لفظ النساء کئی دفعہ آیا ہے۔ چونکہ عورتوں کے ان حقوق کو بیان کرنے کے سلسلے میں ہے۔ جو اسلام سے پہلے ان کو حاصل نہ تھے اور نہ ہی اسلام کے سوا کسی اور دین اور آئین نے ان کو دئے۔ جیسا کہ عورت کا حق وراثت، عورت کا حق مہر، جن سے نکاح حرام ہے ابدی یا وقتی طور پر۔ تعدد ازواج کی حکمت اور اس کے شروط وغیرہا یہ سب وہ احکام ہیں جن کا تعلق عورتوں کے ساتھ ہے۔ اسی مناسبت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورہ کا نام ہی النساء رکھ دیا۔ قرآن کریم کی کسی سورۃ کا نام الرجال نہیں۔ حضرت مریمؑ کے نام پر سورہ مریم موجود ہے۔

احکام طلاق کے لئے مستقل سورۃ کا نام الطلاق موجود ہے۔

سورۃ النساء کا تعلق سورہ آل عمران کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ سورہ آل عمران میں ایک پاکیزہ عورت حضرت مریمؑ کے تقویٰ اور طہارت کا ذکر فرمایا اور سورہ النساء میں دیگر عام خواتین کے حقوق بیان فرمائے۔ اسی طرح سورہ آل عمران کے خاتمہ پر فرمایا: یاایھاالذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ یعنی صبر کرتے رہو دوسروں کو صبر کی تلقین کرو۔ اور کام میں لگے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ صبر کا معنیٰ برداشت کرنا ہے۔ اور دوسروں کو برداشت کی تلقین کرنا۔ صبر کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے۔ جبکہ کوئی کام مزاج اور طبیعت کے خلاف ہوجائے۔ مگر شریعت کے مطابق ہو۔ عبادت دراصل یہی ہے۔ کہ ایک کام دل پر شاق گزرے۔ بہ تقاضائے بشریت وہ گراں ہو مگر خداوند قدوس کے حکم پر عمل کیا جائے اسی کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: حفت الجنۃ بالمکارہ۔ اور یہی تقویٰ ہے۔ سورہ النساء کی ابتداء بھی اتقوا کے حکم سے فرمائی۔ کہ جب تم یتامیٰ کو ان کے اموال دوگے۔ عورتوں کا حق مہر ادا کروگے۔ وارثوں کو ان کا حق وراثت دوگے، سود کھانے کی بجائے صدقہ دوگے تو یقیناً انسان ہونے کی حیثیت سے تم پر گراں گزرے گا۔ جیسا کہ آجکل ہمارا حال ہے۔ نمازی مل جاتے ہیں، روزہ دار ملیں گے، حاجی موجود ہیں۔ مگر کسی محلے میں شہر میں اعلان کرکے دیکھ لیجئے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی عورتوں کا حق مہر ادا کیا ہے۔ یا کتنے ہیں جنہوں نے باپ کے ترکہ سے اپنی بہن کو حصہ دیا ہے۔ حالانکہ وراثت کا مسئلہ تو مفصل قرآن مجید نے فرمایا ہے۔ نماز کی رکعتوں کا ذکر نہیں زکوٰۃ کا نصاب نہیں بتایا۔ لیکن ماں باپ بیوی بیٹا بیٹی وغیرہا کے حصوں کو مقرر فرماتے ہوئے صاف فرمایا نصیباً مفروضا۔ پیسہ دیتے ہوئے دل کو غوطے پڑتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں جہاد بالنفس سے جہاد بالمال کو مقدم فرمایا ہے۔ آج کل دیکھ لیجئے ایک طرف تو وہ خوش بخت ہیں جو اسلام کے دفاع کے لئے سرحدات پر اپنے قیمتی خون بہا رہے ہیں۔ یاد رہے سب سے بڑا ولی اور بڑا پاکیزہ انسان وہ ہے جو آجکل دشمنوں کے حملوں کا دفاع کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "جہاد کے لئے ایک گھڑی بھی خرچ کرنا لیلۃ القدر کی ساری رات کی اس عبادت سے بہتر ہے جو حجر اسود کے پاس ہو۔"

مگر ایک وہ بھی ہیں جو مجاہد فنڈ میں چندہ دینے سے گریز کر رہے ہیں۔ حالانکہ اگر آج ہماری یہ فوج نہ ہوتی مجاہد نہ ہوتے تو بتائیے یہ سرمایہ دار محفوظ رہ سکتے ان کے اموال اور عزت محفوظ رہ

سکتی۔ بوقت ضرورت صدر مملکت اسلامیہ کو اوقاف کی رقم بھی بطور قرض لے کر دفاع پر خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ حالانکہ الوقف لا یملک۔ بہر حال غرض یہ ہے کہ مالی طور پر دوسروں کے حقوق ادا کرنے بڑے دل گردے کا کام ہے۔ اس لئے صبر کا حکم دے کر زوجین اور یتامیٰ کے مالی حقوق اور دوسرے مالی حقوق کو بیان فرما دے ــــ

چونکہ جہاد میں بھی ان ہی کا کام ہے جو صابر اور ثابت قدم رہ سکیں جیساکہ فرمایا: ربنا افرغ علینا صبراً وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ اگر صبر میں کمال حاصل نہ ہو۔ تو ثابت قدمی مفقود اور ثابت قدمی نہ ہو تو نصرت اور فتح کہاں سے آسکتی ہے۔ امام حسن اور زید بن اسلم مفسر نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ سرحدوں کی حفاظت کے لئے چھاؤنیاں تعمیر کی جائیں۔

اب اس تلاوت کردہ آیت کا سادہ سادہ ضروری تفسیر کے ساتھ ترجمہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے اور قبول فرما دے۔ ارشاد فرمایا: " اے لوگو! یعنی خواہ تم مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب۔ اپنے رب سے ڈرو کہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔ رب کا معنیٰ پالنے والا۔ یعنی مال اور دولت جائداد اور ترکہ تمہارا پالنے والا نہیں کہ دوسروں کے حق غصب کرتے پھرو۔ بلکہ تمہارا رب تو اللہ تعالےٰ ہے۔ اور اسی نے تم کو پیدا بھی فرمایا۔ پیدائش تو مشکل مسئلہ ہے۔ سب سے بڑی نعمت تو وجود ہے۔ باقی سب نعمتیں اس کی فرع اور تابع ہیں۔ اگر ہم پیدا ہی نہ ہوتے تو دنیا کی لذتیں اور نعمتیں ہماری کس کام۔ اسی ارشاد میں ادھر بھی اشارہ فرما دیا۔ کہ جب خالق وہ ہے۔ تو رب بھی وہی ہے۔ جیساکہ قرآن کریم کے ابتدائی نزول میں فرمایا: اقرء باسم ربک الذی خلق۔ (پڑھ اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانے والا ہے۔) رب اور خالق یکجا بیان فرما دے کہ جب خالق نے حیات بخشی تو رزق بھی دے گا۔ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ؎

آں خداوندے کہ فرد اجاں دہد　　　غم مخور آخر کہ آب و ناں دہد

جب رب پر ایمان قوی ہوگا۔ تو دوسروں کی حق تلفی نہ کرو گے۔ من نفس واحدۃ ــــ ایک جی سے مراد آدم علیہ السلام ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ اسی نفس واحدہ سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا ــــ لیسکن الیہا ــــ (چین حاصل کرے اس کے پاس) اور پھر ان دونوں سے یہ سارے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ جیساکہ دوسری جگہ فرمایا: یاایہا النّاس اناخلقناکم من ذکر و انثیٰ۔ (اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے بنایا۔) اس سے ادھر بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ

تم سب انسان تخلیق میں برابر ہو۔ اگر حضرت آدمؑ نہ ہوتے تب بھی انسانوں کی تخلیق نہ ہوتی اور اگر حضرت حواؑ نہ ہوتیں تب بھی عالم اسباب میں معاملہ مشکل تھا۔ رب کریم نے ان دونوں کو اصل تخلیقِ کائناتِ انسانی مقرر فرمایا۔ اس لئے حقوق دونوں کے ہیں۔ جیساکہ فرمایا: ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔ (اور عورتوں کا بھی حق ہے جیساکہ مردوں کا ان پر حق ہے۔ دستور کے موافق) مرد کو اگرچہ عورت پر کچھ فوقیت حاصل ہے۔ مگر اس سے حقوق نسوانی پر اثر نہیں پڑتا۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کا نام لے کر دوسروں سے اپنے حقوق مانگتے ہو۔ یعنی جب اپنے حق کے لئے اللہ کا نام لاتے ہو دوسروں پر اثر ڈالنے کے لئے تو خداوند قدوس کی عظمت اور بڑھائی کا اعلان کرتے ہو مگر خود اس ذات حی وقیوم سے کیوں نہیں ڈرتے ـــــ

اسی طرح اپنا حق مانگنے کے لئے اپنا رشتہ اور نسب ثابت کرتے ہوئے مثلاً زید یہ کہتا ہے۔ کہ مجھے عمر کی جائداد سے حق ملے کہ میں اس کا بیٹا ہوں۔ اگر یہی بات جب زید کی بہن خالدہ کہہ دے کہ مجھے بھی میرے باپ عمر کی جائداد سے حصہ ملے تو پھر تم کیوں انکار کرتے ہو۔ یاد رکھو اللہ تعالےٰ تم سب پر نگہبان ہے۔ تم اس کی گرفت سے کہاں بچ گے؟ تم اپنے اعمال اور کردار اس سے کہاں چھپاؤ گے۔ رقیب اللہ تعالےٰ کا وصفی نام ہے ـــــ تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ اگر حاملہ عورت دوران حمل میں ہر فرض نماز کے بعد گیارہ دفعہ یا رقیب پڑھ کر اپنے پیٹ پر دم کر دے اور یہ عمل جاری رکھے تو انشاءاللہ حمل صحیح و سالم پیدا ہوگا ـــــ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

(بقیہ انکارِ سنت)

فرمایا۔ اور جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ "چند تصورات اور رسومات کی لاشیں" کہتے ہو لیکن یاد رکھو رسولؐ کے راستے کو چھوڑنے کا انجام کیا ہے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا

(الفرقان: ۲۷) اس روز ظالم اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا "کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا۔"

اے قرآن کو نشانہ تحریف و تضحیک بنانے والو! رسول اللہ اس روز تمہارے اس عمل کے خلاف خدا تعالیٰ کے ہاں گواہ ہوں گے۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا۔ (الفرقان: ۳۰)

(اور رسولؐ نے بارگاہِ الٰہی میں شکایت کی کہ میری قوم نے اس قرآن مجید کو متروک و مہجور ٹھہرایا۔

یاد رکھو۔ اسلام اور قرآن کی وہی تعبیر صحیح مانی جائے گی جو سنت رسول اللہ کی روشنی میں متعین کی جائے گی ـــــ